رسائل و مسائل

تھوڑی سی بے ایمانی کا جواز؟

سوال : ایمان داری مجھ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ روپے وغیرہ کا لالچ نہیں ہے، لیکن میرے دفتر میں میرے ساتھیوں نے تھوڑی بہت بے ایمانی کر کے کافی دولت اکٹھا کرلی ہے، جب کہ میں اپنے اہل و عیال کے لیے دو وقت کی روٹی کا بھی مشکل ہی سے انتظام کرپاتا ہوں۔ کیا موقع و محل سے تھوڑی بہت بے ایمانی کے لیے چھوٹ کی گنجایش ہے کہ اللہ تو معاف کرنے والا ہے۔ میں بہت ہی تذبذب میں ہوں۔ میری اُلجھن کو دُور فرمائیں۔

جواب: دین میں ایمان داری کو غیر معمولی اہمیّت دی گئی ہے۔ اس کا تاکیدی حکم بیان کیا گیا ہے اور اس کا التزام کرنے والوں کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ (النساء ۴:۵۸) ”اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہلِ امانت کے سپرد کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو“۔

سورۃ المومنون (آیات ۱-۱۱) اور سورۃ المعارج (آیات ۲۲-۳۵) میں جہاں اہلِ ایمان کے بہت سے اوصاف بیان کیے گئے ہیں، وہیں ان کے اس وصف کو بھی نمایاں کیا گیا ہے:
وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (المومنون ۲۳:۸، المعارج ۷۰:۳۲) ”جو اپنی امانتوں کی حفاظت اور اپنے عہد کا پاس کرتے ہیں“۔ اس کے بالمقابل جو لوگ عہد و امانت کی پابندی نہیں کرتے ان کے دین و ایمان کی نفی کی گئی ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبوں میں یہ جملے اکثر پڑھا کرتے تھے: لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ ، وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَھْدَ لَہٗ (مسند احمد، ج ۳/ ۱۳۵، ۱۵۴، ۲۱۰) ''جس شخص میں امانت داری نہ ہو اس کا ایمان معتبر نہیں، اور جو شخص عہد کا پابند نہ ہو اس کے دین کا کوئی اعتبار نہیں''۔

'امانت داری' کا مطلب صرف یہی نہیں ہے کہ کسی شخص کے پاس کوئی رقم بطور حفاظت رکھوائی جائے تو وہ اس میں خرد برد نہ کرے، بلکہ اس کا بہت وسیع مفہوم ہے۔ کوئی راز کی بات بتائی جائے اور اس کو افشا کرنے سے منع کیا جائے تو وہ امانت ہے۔ کوئی ذمہ داری دی جائے تو وہ امانت ہے۔ آدمی کہیں ملازم ہو تو ملازمت سے متعلق کام امانت ہے۔ کچھ خدمات اس سے متعلق ہوں تو ان کی صحیح طریقے سے انجام دہی امانت ہے۔ انسان کی صلاحیت اور وقت اس کے پاس اللہ کی امانت ہیں۔ کسی طرح کے مالی معاملات اس سے متعلق ہوں تو ان کا صحیح ریکارڈ رکھنا امانت ہے۔

دین کا صحیح تصور یہ ہے کہ زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں اور اس کے حکموں کے مطابق گزرے۔ نمازیں پڑھنا، روزے رکھنا، زکوٰۃ دینا اور حج کرنا ہی عبادت نہیں ہے، بلکہ خالص دنیاوی کام بھی اگر اللہ اور اس کے رسولؐ کی تعلیمات کے مطابق انجام دیے جائیں تو وہ بھی عبادت ہیں۔ لوگ سمجھتے تھے کہ صدقہ صرف اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ اللہ کے رسولؐ نے اپنے ارشادات میں متعدد ایسے کاموں کو بھی صدقہ شمار کرایا جنھیں مطلق دنیاوی کام سمجھا جاتا تھا اور جن میں اجر و ثواب ہونے کا کسی کے ذہن میں بھی خیال نہ آتا تھا۔ ایک موقعے پر آپؐ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو متعدد باتوں کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

وَ اِنَّکَ مَھْمَا اَنْفَقْتَ مِنْ نَفَقَۃٍ فَاِنَّھَا صَدَقَۃٌ حَتّٰی اللُّقْمَۃَ تَرْفَعُھَا اِلٰی فِیِّ امْرَاَتِکَ ۔ (بخاری، کتاب الوصایا، حدیث: ۲۷۴۲) تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے وہ تمھارے لیے صدقہ ہے، یہاں تک وہ لقمہ بھی جسے تم اُٹھا کر اپنی بیوی کو دو گے۔

وَلَسْتَ تُنْفِقُ نَفَقَۃً تَبْتَغِیْ بِھَا وَجْہَ اللّٰہِ اِلَّا اُجِرْتَ بِھَا حَتَّی اللُّقْمَۃَ تَجْعَلُھَا فِی فِیِّ امْرَاَتِکَ ۔ (مسلم، کتاب الوصیۃ، حدیث: ۴۲۰۹) تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے، اگر اس سے تمھارا مقصود اللہ کی رضا جوئی ہے تو اس پر اجر کے مستحق ہو گے، حتیٰ کہ اس لقمے پر بھی تمھیں اجر ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو گے۔

آپ نے لکھا ہے کہ ایمان داری کے ساتھ ملازمت سے آپ کو جو کچھ ملتا ہے اس سے آپ کے اہل و عیال کے لیے دو وقت کی روٹی کا بھی مشکل سے انتظام ہو پاتا ہے، جب کہ آپ کے دفتر کے ساتھیوں نے تھوڑی بہت بے ایمانی کر کے کافی دولت اکٹھی کر لی ہے۔ کیا یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ بے ایمانی کے ذریعے اکٹھی کی گئی اپنے ساتھیوں کی دولت کو آپ رشک کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں، حالانکہ انھوں نے اپنے لیے دولت نہیں بلکہ آگ کے انگارے اکٹھے کیے ہیں۔ کیا جہنّم کی آگ کے انگارے رشک کرنے کی چیز ہیں!

اس موقعے پر قارون کا حوالہ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے، جس کا تذکرہ قرآن نے بہت مؤثر اور عبرت انگیز اسلوب میں کیا ہے۔ اس نے بیان کیا ہے کہ قارون حضرت موسٰیؑ کی قوم، یعنی بنی اسرائیل میں سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے مال و دولت کے اتنے خزانے دے رکھے تھے کہ ان کی کنجیاں ہی طاقت ور آدمیوں کی ایک جماعت مشکل سے اُٹھا سکتی تھی۔ اس کی عیش و عشرت اور ٹھاٹھ باٹھ دیکھ کر جو لوگ دنیاوی زندگی کے طالب تھے وہ کہنے لگے: ''کاش! ہمیں بھی وہی کچھ ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے۔ یہ تو بڑے نصیبے والا ہے''۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی دولت کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا تو وہی لوگ جو کل اس کی منزلت کی تمنا کر رہے تھے، کہنے لگے: ''افسوس ہم بھول گئے تھے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کا رزق چاہتا ہے کشادہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے، نپا تُلا دیتا ہے'' (ملاحظہ کیجیے سورۂ قصص ۲۸:۷۶-۸۲)۔ دوسروں کا مال و دولت دیکھ کر اہلِ ایمان کا کیا رویہ ہونا چاہیے، اسے بھی قرآن نے قارون کے مذکورہ واقعے کے ضمن میں بیان کیا ہے۔ قارون کے ٹھاٹھ دیکھ کر جب کچھ لوگوں نے اس پر رشک کا اظہار کیا تو ''جو لوگ علم رکھنے والے تھے وہ کہنے لگے: افسوس تمھارے حال پر، اللہ کا ثواب بہتر ہے اس شخص کے لیے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صبر کرنے والوں کو''۔ (القصص ۲۸:۸۰)

ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ ''ایمان داری مجھ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے، روپے وغیرہ کا لالچ نہیں ہے''۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس خوبی میں مزید اضافہ کرے، لیکن دوسری طرف آپ یہ بھی دریافت کرتے ہیں کہ ''کیا موقع و محل سے تھوڑی بے ایمانی کی جا سکتی ہے؟'' اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو بے ایمانی کی شناعت، دنیاوی اور اُخروی دونوں اعتبار سے اس کا جرم ہونا، اور

روزِ قیامت اس کی سزا کی ہولناکی کا احساس نہیں ہے۔ غلاظت غلاظت ہے، خواہ زیادہ ہو یا کم۔ میٹھے اور لذیذ مشروب کے ایک گلاس میں پیشاب کا ایک قطرہ ڈال دیا جائے تو کیا کوئی سلیم الطبع انسان اسے پینا گوارا کرے گا؟ جس طرح بے ایمانی کر کے حاصل کیے گئے لاکھوں کروڑوں روپے حرام ہیں، اسی طرح ایک پیسہ بھی حرام ہے۔

آپ کو فکر ہے کہ ایمان داری کے پیسے سے اہل وعیال کے لیے دو وقت کی روٹی کا انتظام مشکل سے ہو پاتا ہے، اس لیے تھوڑی بے ایمانی سے کچھ اور رقم حاصل کر کے، ان کے لیے آسایش فراہم کردی جائے۔ یہ بہت بڑی نادانی ہے کہ آدمی دوسروں کی دنیا بنانے کے لیے اپنی عاقبت خراب کرلے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا: مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَبْدٌ اَذْهَبَ آخِرَتَهٗ بِدُنْيَا غَيْرِهٖ (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، حدیث ۳۹۶۶، اسے ابن ابی شیبہ نے بھی اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ علامہ البانی نے اسے ضعیف، لیکن علامہ بوصیری نے حسن قرار دیا ہے) ''قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں بدترین درجہ اس شخص کا ہوگا جو دوسرے کی دنیا بنانے کے لیے اپنی آخرت برباد کردے''۔

دنیا میں تمام انسان آزمایش کی حالت میں ہیں۔ کچھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ مال و دولت دے کر آزما رہا ہے اور کچھ لوگوں کو اس سے محروم کر کے۔ سب امتحان گاہ میں ہیں۔ کچھ کے ہاتھ میں حساب (Mathematics) کا پرچہ دیا گیا ہے اور کچھ کے ہاتھ میں ادب (Literature) کا۔ بڑا نادان ہوگا وہ شخص جو اپنا پرچہ حل کرنے کے بجائے دوسرے کے پرچے میں تاک جھانک کرتا رہے، یا لٹریچر کے پرچے میں ریاضی کے کیلکولیشن کرنے لگے۔ (ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی، زندگی کے عام فقہی مسائل، دوم، ص ۱۵۲-۱۵۵)

انٹرنیٹ پر کاروبار کی نوعیت

س : آج کل انٹرنیٹ پر www.debitpay.org کے ذریعے ایک کاروبار کیا جاتا ہے۔ اس طریقے میں ایک شخص ۴ ہزار سے ۵۰ ہزار روپے تک کا معاملہ (package) کرسکتا ہے اور پیکج لینے والا ایک مخصوص رقم کمپنی کو ادا کر کے ایک مخصوص تعداد